سوالنامہ متعلق " انشورنس "

منجانب مولانا اسحاق صاحب سند یلوی کنوینر

مجلس تحقیقات شرعیہ لکھنؤ

تمہید:

حامداً ومصلیاً:

بیمہ کی حقیقت:

(۱)...... بیمہ انگریزی لفظ انشور (insure) کا ترجمہ ہے جس کے معنی لغۃً یقین دہانی کے ہیں۔ چونکہ کمپنی بیمہ کرانے والے کو مستقبل کے بعض خطرات سے حفاظت اور بعض نقصانات کی تلافی کی یقین دہانی کر دیتی ہے۔ اس لیے اسے انشورنس کمپنی کہتے ہیں۔ یہ ایک معاملہ ہے جو بیمہ کے طالب اور بیمہ کمپنی کے درمیان ہوتا ہے اور اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ بیمہ کمپنی (جس میں بہت سے سرمایہ دار شریک ہوتے ہیں اسی طرح جس طرح تجارتی کمپنیاں ہوتی ہیں) بیمہ کے طالب سے ہر ماہ رقم بالااقساط وصول کرتی رہتی ہے اور ایک معینہ مدت کے بعد وہ رقم اسے یا اس کے پسماندگان کو (حسب شرائط) واپس کر دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ایک، ساتھ ایک مقررہ شرح فیصد کے حساب سے اصل رقم کے ساتھ کچھ مزید رقم بطور سود دیتی ہے گو اس رقم کا نام ان کی اصطلاح میں ربوا یا سود نہیں، بلکہ بونس یعنی منافع ہے۔

۲)...... کمپنی کا مقصد اس رقم کے جمع کرنے کا یہ ہوتا ہے کہ اسے دوسرے لوگوں کو بطور قرض دے کر ان سے اعلیٰ شرح پر سود حاصل کرے۔ یا کسی تجارت میں لگا کر یا کوئی جائیداد خرید کر اس سے منافع حاصل کرے، اس کے شرکاء اپنی ذاتی رقم خرچ کئے بغیر کثیر رقم بصورت سود یا منافع حاصل کرتے ہیں، اور اسی سود یا منافع میں سے بیمہ دار کو ایک حصہ دیتے ہیں۔

ممکن ہے کس درجہ میں ان لوگوں کا مقصد پریشان حال افراد کی امداد بھی ہو، لیکن اصل مقصد وہی ہوتا ہے جو اوپر عرض کیا گیا ہے، مگر اس کی بحث بے ضرورت ہے اس لیے کہ اس کا کوئی اثر نفس مسئلہ پر نہیں پڑتا ہے۔ بیمہ کرنے والے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کا سرمایہ محفوظ رہے اور اس میں اضافہ بھی ہو، اس کے علاوہ اس کے پس ماندگان کو امداد واعانت حاصل ہو، یا ناگہانی حادثات کی صورت میں اس کے نقصان کی تلافی ہو جائے۔

(۳) بیمہ کی تین قسمیں ہیں:

(الف)......زندگی کا بیمہ:

(ب)......املاک کا بیمہ:

(ج)......ذمہ داری کا بیمہ:

الف: زندگی کا بیمہ:

اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ بیمہ کمپنی اپنے ڈاکٹر کے ذریعہ سے بیمہ کے طالب کا معائنہ کراتی ہے اور ڈاکٹر اس کی جسمانی حالت دیکھ کر اندازہ کرتا ہے کہ اگر کوئی ناگہانی آفت پیش نہ آئی تو یہ شخص اتنے سال مثلاً بیس سال زندہ رہ سکتا ہے۔ ڈاکٹر کی رپورٹ پر کمپنی بیس سال کے لیے اس کی زندگی کا بیمہ کر لیتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بیمہ کے لیے ایک رقم مابین طالب و کمپنی مقرر ہو جاتی ہے جو بالاقساط بیمہ دار کمپنی کو ادا کرتا ہے اور ایک معینہ مدت میں جب وہ پوری رقم ادا کر دیتا ہے، تو بیمہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اب اس کے بعد اگر بیمہ دار اتنی مدت کے بعد انتقال کر جاتا ہے، جس کا اندازہ کمپنی کے ڈاکٹر نے کیا تھا تو کمپنی اس کے پس ماندگان میں سے جسے وہ نامزد کر دے یا اگر نامزد نہ کرے تو اس کے قانونی ورثاء کو وہ جمع شدہ رقم مع کچھ مزید کے جس کو بونس (bonus) کہتے ہیں، یکمشت ادا کر دیتی ہے۔

اور اگر وہ مدت مذکورہ سے پہلے مر جائے خواہ طبعی موت سے یا کسی حادثہ وغیرہ سے تو بھی کمپنی اس کے پس ماندگان کو حسب تفصیل مذکور پوری رقم مع کچھ زائد رقم کے ادا کرتی ہے مگر اس صورت میں شرح منافع زائد ہوتی ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ وہ شخص مدت مذکورہ کے بعد بھی زندہ رہے، اس شکل میں بھی اسے رقم مع منافع واپس ملتی ہے۔ مگر شرح منافع کم ہوتی ہے، زندگی کا بیمہ تو پورے جسم کا بیمہ ہوتا ہے، لیکن اب انفرادی طور پر مختلف اعضاء کے بیمہ کا رواج بھی بکثرت ہو گیا ہے، مثلاً ہاتھوں کا بیمہ، سر کا بیمہ، ٹانگوں کا بیمہ وغیرہ، اس کی شکل بھی وہی ہوتی ہے، فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ ان شکلوں میں ڈاکٹر کسی ایک عضو کی زندگی یا کارکردگی کا اندازہ لگاتا ہے اس کے اندازہ پر بقیہ معاملہ اسی طرح ہوتا ہے، جس طرح زندگی کے بیمہ کی صورت میں، اور واپسی رقم مع منافع کی شکلیں وہی تین ہیں، البتہ یہاں پورے جسم کی مدت کے قائم مقام صرف ایک حصہ جسم کی مدت یا اس کے ناکارہ ہونے کو قرار دیا ہے۔

(ب): املاک کا بیمہ:

عمارت، کارخانہ، موٹر، جہاز وغیرہ ہر چیز کے بیمے کا رواج اب ہو گیا ہے۔ اس کی شکل بھی وہی ہوتی ہے، یعنی بیمہ دار ایک معینہ مدت کے لیے ایک رقم بالاقساط ادا کرتا ہے اور کمپنی ایک معینہ مدت کے بعد اسے وہ رقم مع کچھ زائد رقم کے واپس کرتی ہے اور اگر کسی حادثہ کی وجہ سے بیمہ شدہ املاک تلف ہو جائے، مثلاً کارخانہ میں یکایک آگ لگ جائے یا جہاز غرق ہو جائے یا موٹر کسی حادثہ میں ٹوٹ جائے تو کمپنی اس نقصان کی تلافی کرتی ہے اور اصل رقم کے ساتھ کچھ مزید رقم زیادہ شرح فیصد کے حساب سے بیمہ کرانے والے کو دیتی ہے۔

(ج) ذمہ داریوں کا بیمہ:

اس میں بچہ کی تعلیم ،شادی وغیرہ کا بیمہ ہوتا ہے، کمپنی ان کاموں کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ رقم وغیرہ کی ادائیگی اور وصولی کی صورتیں وہی ہوتی ہیں۔

(۴)...... بیمہ کرانے والے کو ایک معینہ رقم بصورت اقساط ادا کرنی پڑتی ہے، لیکن اگر چند ماہ (حسب قواعد وشرائط) اقساط ادا کرنے کے بعد بیمہ دار رقم کی ادائیگی بند کردے تو اس کی ادا کی ہوئی رقم سوخت ہوجاتی ہے اور واپس نہیں ملتی۔ لیکن اسے اختیار ہوتا ہے کہ وہ جب چاہے درمیان کے بقایا اقساط ادا کر کے حسب سابق اقساط جاری کرالے، بقایا اقساط نہ ادا کرنے کی صورت میں بھی بعض قواعد کے ماتحت اقساط کا سلسلہ دوبارہ جاری ہوسکتا ہے، لیکن اگر وہ سلسلہ منقطع کر کے جمع شدہ رقم واپس لینا چاہے تو ایسا نہیں کرسکتا۔

(۵)...... بیمہ دار اگر سود نہ لینا چاہے تو کمپنی اسے اس پر مجبور نہیں کرتی اور حسب شرائط اس کو اصل رقم واپس کرتی ہے۔

(۶)...... بیمہ دار دو سال تک قسط ادا کرنے کے بعد کم شرح سود پر قرض لینے کا مجاز ہوجاتا ہے۔

(۷)...... ہندوستان میں زندگی کے بیمہ کے متعلق حکومت نے ایک قانون بنایا ہے جس کی رو سے بیمہ کی یہ قسم نجی کمپنیوں کے ہاتھوں سے نکل کر خود حکومت کے ہاتھ میں آگئی ہے اور اب کسی نجی کمپنی کے بجائے یہ معاملہ بیمہ اور حکومت کے درمیان ہوتا ہے۔ بظاہر حالات سے ایسا نظر آتا ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ پورا کاروبار نیشنلائز کرلیا جائے گا اور نجی کمپنیاں ختم کر کے حکومت خود یہ معاملہ کرے گی۔

خلاصہ:

بیمہ کی یہ مختلف شکلیں ہیں، لیکن ان سب کی حیثیت وہی ہے جو سب سے پہلے عرض کی جاچکی ہے، یہاں اختصار کے ساتھ مکرر پیش کیا جاتا ہے۔

حقیقت کے لحاظ سے انشورنس کا معاملہ ایک سودی کاروبار ہے جو بینک کے کاروبار کے مثل ہے دونوں میں جو فرق ہے وہ شکل کا ہے حقیقت کے لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، حقیقت میں اگر فرق ہے تو صرف اتنا کہ اس میں ربوا کے ساتھ ''غرر'' بھی پایا جاتا ہے۔

بیمہ کرانے والا کمپنی کو روپیہ قرض دیتا ہے اور کمپنی اس رقم سے سودی کاروبار یا تجارت وغیرہ کر کے نفع حاصل کرتی ہے اور اس نفع میں سے بیمہ کرانے والے کو بھی کچھ رقم بطور سود ادا کرتی ہے جس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس منفعت کے لالچ میں زیادہ سے زیادہ بیمہ کرائیں، بینک بھی یہی کرتے ہیں، البتہ اس میں شرح سود مختلف حالات وشرائط کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہے، بینک میں عموماً ایسا نہیں ہوتا۔

بیمہ کے مصالح اور مفاسد:

دنیاوی نقطہ نظر سے بیمہ پالیسی خریدنے میں کیا مصلحتیں ہیں اور کیا مفاسد ہیں، ان کا تذکرہ درج ذیل ہے تاکہ حضرات اہلِ علم ان پر نظر فرما کر فیصلہ فرما سکیں، اس لیے یہاں صرف انہیں دنیاوی مصالح و مفاسد کا تذکرہ ہے جو فی نفسہ کسی نہ کسی درجہ میں شرعاً بھی معتد بہ ہیں، جو مصالح و مفاسد شرعاً غیر معتد بہ ہیں ان کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے مثلاً اسی دنیاوی مصلحت کا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا ہے کہ اسی طرح خریدار کو سود ملتا ہے اور اس کی اصل رقم میں بغیر محنت اضافہ ہوتا ہے اس لیے کہ یہ مصلحت شرعاً غیر معتد بہ ہے، بلکہ مصلحت کے بجائے مفسدہ ہے۔ اس طرح اس مفسدہ کو بھی نظر انداز کیا گیا ہے کہ قلیل آمدنی والے افراد جب پالیسی خریدنے کے لیے کچھ رقم پس انداز کریں گے تو تحسینات میں کمی کرنے پر مجبور ہوں گے اور بعض جائز لذتوں سے محروم رہیں گے، اس لیے کہ یہ شرعاً مفسدہ غیر معتد بہ ہے۔

بیمہ کے مصالح:

ناگہائی حوادثات کی صورت میں بیمہ دار تباہی و بربادی سے بچ جاتا ہے۔ مثلاً

۱)...... ہندو مسلم فساد میں بہت سے مسلمانوں کے کارخانے خاک سیاہ اور تباہ و برباد کر دیئے گئے، جن لوگوں نے اپنے کارخانوں کا بیمہ کرالیا تھا وہ تباہی سے بچ گئے اور انہوں نے دوبارہ اپنا کاروبار جاری کر دیا۔ لیکن جنہوں نے بیمہ نہیں کرایا تھا وہ پورے طور پر برباد ہو گئے۔ پنپ نہ سکے، دوکانوں اور مکانوں وغیرہ کی بھی یہی کیفیت ہوئی۔

(نوٹ): فسادات ہندوستان کا روزمرہ بن چکے اور ان کا انسداد مسلمانوں کی استطاعت سے باہر ہے۔

۲)...... اوسط طبقہ کے افراد جو کثیر العیال بھی ہوں، اگر ناگہانی طریقہ سے وفات پا جائیں تو ان کے پسماندگان سخت پریشانی میں پڑتے ہیں۔ اپنی قلیل آمدنی میں وہ کوئی رقم پس انداز کر کے نہیں رکھ سکتے جو ان کے پسماندگان کے کام آ سکے۔ ایسی حالت میں اگر وہ بیمہ پالیسی خرید لیں تو ایک طرف تو انہیں پس اندازی میں سہولت ہوتی ہے، دوسرے ان کی ناگہانی وفات پر ان کی پس انداز رقم مع مزید رقم کے اُن کے پسماندگان کو مل جاتی ہے۔ جو ان کے لیے بہت مفید اور معاون ہوتی ہے۔

تعلیم وغیرہ کی صورت میں تو یہ مصلحت اور بھی زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے اس لیے اگر وہ اپنی اولاد کو مناسب تعلیم دلانے سے قبل وفات پا جائیں تو اولاد کا سلسلہ تعلیم منقطع نہیں ہوتا اور کسی نہ کسی دن اولاد اس قابل ہو جاتی ہے کہ کچھ کما سکے۔

۳)...... اگر اولاد نا ہنجار ہو باپ کے مرنے کے بعد ماں کی طرف سے غفلت برتتی ہے اور اس کا شرعی حق نظر انداز کر کے باپ کی کل جائیداد و املاک پر قابض ہو جاتی ہے، اس صورت میں اگر شوہر بیمہ کی پالیسی خرید کر اپنی بیوی کو اس کا وارث قرار دے دے تو یہ رقم بیوہ کو بے خرخشہ مل جاتی ہے۔

اگر اولاد کے درمیان تحاسد و تباغض ہو۔ یا بعض بچے چھوٹے ہوں، اولاد سے خطرہ ہو کہ حقوق کو غصب کر لیں گے، تو بھی ان

کے نام سے بیمہ پالیسی خرید لینا مفید ہو سکتا ہے۔

۴)...... چونکہ کمپنیاں عموماً ہنود کی ہیں۔ اس لیے بیمہ پالیسی خریدنا فساد کی تباہ کاریوں کو روکنے کا بھی ایک ذریعہ ہو سکتا ہے اس لیے کہ فسادی یہ معلوم کر کے کہ مسلمان کی بیمہ شدہ مملوکہ شئی کو نقصان پہنچانا خود ہندوؤں کو نقصان پہنچانا ہے، شاید اس نقصان پہنچانے سے باز رہیں۔ اس طرح ممکن ہے کہ کسی درجہ میں یہ حفاظت جان کا ذریعہ بھی بن سکے۔

(نوٹ) اب سے دو چار صدی پیشتر مسلمانوں کے حالات مختلف تھے۔ اوّل تو ناگہانی حادثات کی اتنی کثرت نہیں تھی جو آج مشین کے رواج کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہے دوسرے بکثرت مسلمان اسلامی حکومتوں میں رہتے تھے، جہاں بیت المال بڑی حد تک ان حوادث کے نتائج سے پناہ دیتا تھا۔ تیسرے مصارف زندگی کا اتنا بوجھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ چوتھے آپس کی ہمدردی کا جذبہ اتنا سرد نہیں ہوا تھا جتنا آج ہوگیا ہے۔ پانچویں تعداد کی قلت اور قوم کی بحیثیت مجموعی دولت مندی زکوٰۃ وصدقات کا رواج یہ سب امور مل کر اس قسم کے نقصانات کی تلافی کر دیا کرتے تھے۔

اب ان سب چیزوں کا تقریباً فقدان ہے۔ آبادی میں اضافہ مزید پریشانی کا باعث ہے، سو میں ایک کی تباہ حالی دور کرنا آسان ہے مگر سو میں ۲۵ کے ساتھ مواسات؟ کرنا بہت مشکل ہے۔

بیمہ کے مفاسد:

واضح رہے کہ یہاں صرف دنیاوی مفاسد کا تذکرہ مقصود ہے جن کی طرف بعض اوقات بعض اہلِ علم کی نظر نہیں جاتی، دینی مفاسد سے چونکہ ہر صاحب علم واقف ہے۔ اس لیے ان کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔

۱)...... ایسے واقعات بھی ہوتے ہیں کہ کسی وارث نے بیمہ کی رقم وصول کرنے کے لیے مورث کو (جو کہ بیمہ دار تھا) قتل کروادیا۔

۲)...... اس قسم کے واقعات بھی پیش آتے ہیں کہ بیمہ دار نے دھوکہ دے کر اپنی دوکان یا اپنے مکان یا کسی اور چیز کی مالیت زیادہ ظاہر کر دی اور اس کا بیمہ کرا دیا اور کچھ عرصہ کے بعد سود کی رقم (جو اس کی مملوکہ شئے کی مالیت سے معتدبہ حد تک زائد تھی) وصول کرنے کے لیے اس شئی کو مخفی طریقہ سے خود تلف کر دیا۔ مثلاً آگ لگادی یا اور اسی قسم کی حرکت کی اور اس طرح نقصان کی تلافی کے ساتھ مزید نفع بھی اٹھایا۔

اس قسم کے واقعات کی تعداد اگرچہ قلیل ہے مگر نہ تو بعید از قیاس ہے اور نہ النادر کالمعدوم کہے جاسکتے ہیں۔

۳)...... تجربات شاہد ہیں کہ جو دولت بے مشقت اور بے محنت ہاتھ آتی ہے آدمی اسے بہت بے دردی کے ساتھ خرچ کرتا ہے، نوجوان اولاد کو اگر باپ کے بعد بیمہ کی رقم بغیر محنت وکوشش ملے گی تو ظن غالب یہی ہے کہ وہ اسے بے دریغ صرف کرے گی، اسراف وتبذیر کی عادت فی نفسہ مذموم ہونے کے علاوہ افلاس وتباہی کا پیش خیمہ ہے۔ جو اخلاقی خرابیاں ایسی صورت میں پیدا ہوتی ہیں

ان کی تفصیل بے ضرورت ہے۔

۴)...... یہ بات کھلی ہوئی ہے کہ بیمہ پالیسی کی خریداری میں سرمایہ دار طبقہ ہی پیش پیش ہوسکتا ہے سود کی رقم اس کی دولت میں اور اضافہ کرے گی، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سرمایہ داری کو مزید ترقی ہوگی۔

ان تمہیدی اُمور ❖ عرض کرنے ❖ بعد حضرات علماء کرام سے درخواست ہے کہ ''انشورنس'' ❖ متعلق مندرجہ بالا حقیقت اور اس ❖ مصالح ومفاسد کو پیش نظر رکھ کر شریعت مقدسہ اسلامیہ کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات ❖ جوابات عنایت فرمائیں، ضروری استدعا یہ ہے کہ براہ کرم جوابات مدلّل اور واضح عنایت فرمائیں۔

بیمہ کے متعلق چند ضروری سوالات:

۱)...... انشورنس کی جو حقیقت اوپر عرض کی گئی ہے۔اس میں کمپنی جو رقم بطور سود دیتی ہے جس کا نام وہ اپنی اصطلاح میں منافع رکھتی ہے، شریعت کا اصطلاح ربوا ہے یا نہیں؟

۲)...... اگر سود مذکور شرعی اصطلاح میں ربوا ہے تو کیا مصالح مذکور ❖ پیش نظر اس ❖ جواز کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے؟ اگر نکل سکتی ہے تو کیسے؟

۳)...... زندگی ❖ بیمہ، املاک ❖ بیمہ، ذمہ داری ❖ بیمہ ❖ درمیان شرعاً کوئی فرق ہوگا یا تینوں کا حکم ایک ہی ہوگا؟

۴)...... معاملہ کی یہ شرط کہ اگر بیمہ شدہ شخص یا شئے وقت معین سے پہلے تلف ہوجائے تو اتنی رقم ملے گی اور اس ❖ بعد تلف ہوئی ہو تو اتنی جب کہ تلف ہونے ❖ وقت کا تعین غیر ممکن ہے اس معاملہ کو قمار ❖ حدود میں تو نہیں داخل کردیتی ہے؟

۵)...... اگر یہ قمار یا غرر ہے تو کیا مصالح مذکور ❖ پیش نظر اسے نظر انداز کر ❖ اس معاملہ ❖ جواز کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے اور اگر نکل سکتی ہے تو کیسے۔

۶)...... اگر بیمہ دار مندرجہ بالا اقسام بیمہ سے کسی میں سود لینے سے بالکل محترز رہے اور اپنی اصل رقم کی صرف واپسی چاہتا ہو تو کیا یہ معاملہ جائز ہوسکتا ہے؟

۷)...... جو رقم کمپنی بطور سود ادا کرتی ہے، اسے ربوا ❖ بجائے اس کی جانب سے اعانت وامداد اور تبرع واحسان قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

۸)...... اگر کوئی مسلمان دارالحرب کا باشندہ ہو (مستامن نہیں) اور کمپنی حربیوں ہی کی ہو تو کیا اس صورت میں یہ معاملہ مسلمانوں ❖ لیے جائز ہوگا؟

۹)...... اس صورت میں جب کہ انشورنس کا روبار خود حکومت کررہی ہو اور اس صورت میں جب کہ یہ کاروبار نجی کمپنیاں

کررہی ہوں، کوئی فرق ہے یا نہیں؟

۱۰)...... اگر یہ کاروبار حکومت ﴿ ہاتھ میں ہوتو کیا اس بنیاد پر کہ خزانہ حکومت میں رعیت ﴿ ہر فرد کا حق ہوتا ہے۔ زیر بحث معاملہ میں سود کی رقم عطیہ حکومت قرار پاکر "ربوا" ﴿حدود سے خارج ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اور کیا اس صورت میں یہ معاملہ جائز ہوسکتا ہے؟

(۱۱)...... فرض کیجئے کہ بیمہ کا کاروبار حکومت ﴿ ہاتھ میں ہے، ایک شخص بیمہ پالیسی خریدتا ہے اور میعاد معین ﴿ بعد اصل مع سود ﴿ وصول کرتا ہے لیکن۔

(الف) سود کی کل رقم بصورت ٹیکس و چندہ خود حکومت کو دیتا ہے۔

(ب) ایسے کاموں میں لگا دیتا ہے جن کا انجام دینا خود حکومت ﴿ ذمہ ہوتا ہے مگر وہ لاپروائی یا کسی دشواری کی وجہ سے انہیں انجام نہیں دیتی، مثلاً کسی جگہ پُل یا راستہ بنوانا، کسی تعلیمی ادارے کو امداد دینا، کنواں کھدوانا، یا نل لگوا دینا وغیرہ جہاں یہ اُمور قانوناً حکومت ﴿ ذمہ ہوں۔

(ج) ایسے کاموں میں صرف کرتا ہے جو قانوناً حکومت ﴿ ذمہ نہیں ہوتے، مگر عام طور پر رعایا ان ﴿ بارے میں حکومت کی امداد چاہتی ہے اور حکومت بھی ان کی اس خواہش کو مذموم نہیں سمجھتی، بلکہ بعض اوقات امداد کرتی ہے۔ مثلاً کسی جگہ کتب خانہ کھول دینا وغیرہ

تو کیا مندرجہ بالا صورتوں میں اس شخص ﴿ لیے بیمہ پالیسی کی خریداری جائز ہوگی اور ربوا لینے کا گناہ تو نہ ہوگا؟

(نوٹ): مندرجہ بالا تینوں صورتوں (الف ۔ ب ۔ ج) ﴿ احکام میں اگر فرق ہے تو اُسے واضح فرمایا جائے۔

۱۲)...... بیمہ دار اگر سود کی رقم بغیر نیت ثواب ﴿ کسی دوسرے شخص کو امداد ﴿ طور پر دیدیتا ہے تو کیا اس صورت میں انشورنس کا معاملہ جائز ہوگا۔

(الف) اس کا کوئی بدل ہوسکتا ہے جس میں مصالح مذکور موجود ہوں اور اس پر عمل کرنے سے ارتکاب معصیت لازم نہ آئے، اگر ہوسکتا ہے تو کیا؟

(ب) انشورنس کی مروجہ شکل میں کیا کوئی ایسی ترمیم کی جاسکتی ہے، جو اسے معصیت ﴿ دائرے سے خارج کردے اور مصالح مذکورہ کو فوت نہ کرے۔ اگر ہوسکتی ہے تو کیا؟

احقر

محمد اسحاق سندیلوی عفی عنہ، کنوینر

۱۹/اکتوبر ۱۹۶۴ء